بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

سلسلہ تبلیغ اسلام واحکام کا دوسرا نمبر

یعنی

نماز کی عقلی خوبیان

از حکیم الامۃ حضرت مولٰنا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی دام فیضھم

نماز خدا کی تعظیم وتکبیر سے شروع ہوتی ہے اور اُس سے مقصود بندہ کا اللہ اکبر کہنا ہے اور اسوقت نمازی گر مرد ہوتا ہے تو اپنے کانوں تک ہاتھ اُٹھاتا ہی اور عورت اپنے مونڈھون تک ہاتھ اُٹھاتی ہے۔ اللہ اکبر کہنے میں اول تو تعظیم پائی جاتی ہے دوسرے اسطرح بارگاہ شاہی میں گویا تحیت وسلام عرض کیا جاتا ہی اور حاضری کی اجازت مانگی جاتی ہے اور باوجود ان باتون کے اسمین یہ بھی اشارہ ہی کہ بندہ کو یہ مضمون پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ اُسکا مولے جسکے سامنے وہ حاضر ہونیکو ہی تمام چیزوں سے بڑا ہے کوئی شے اُسکی کبریائی وعظمت کو نہیں پہنچ سکتی پس مناسب ہے کہ اپنے مولیٰ کے سوا خواہ دنیوی تعلقات ہون یا اخروی مرغوبات سب کے اپنے دل کو پاک کرکے اُسکے حضور میں حاضر ہو اور دونون ہاتھوں کے اٹھانے سے بھی اسی بات کی تاکید ہوتی ہی جیسے کہ کوئی شخص اعراض کرے اُس چیز سے جو اسکے سامنے ہو ہاتھ

کھینچتا ہی گویا کہ نمازی نے یہ فرض کیا ہی کہ خدا کے سوا
تمام اشیاء اُسکی آنکھوں کے روبرو حاضر ہین اور یہ کہکر
کہ خدا جملہ اشیاء سے بڑا ہے وہ ان سب سے ہاتھ اٹھاتا
ہے اور یہ کہتا ہی کہ مین خدا کے سوا کسی چیز کو نہین لیتا.
اسی کو اختیار کرتا ہوں اور لو مین اپنی ساری مرغوبات
کو چھوڑے دیتا ہوں۔ مین اسی کی بارگاہ عالی مین حاضر
ہونیکا پختہ قصد کر چکا۔ مرد کے خلاف بجائے کانوں
تک کے عورتونکے شانون ہی تک ہاتھ اٹھانے میں
اس بات کی طرف اشارہ ہی کہ اپنے جی کو قابو میں رکھنے
پر قادر ہونیکے لحاظ سے مردوں سے عورتوں کا مرتبہ
ذرا گھٹا ہوا ہے۔ گویا کہ مرد و عورت دونوں اپنے
اپنے مرتبہ کو زبان حال سے بیان کرتے ہیں۔ علاوہ
برین عورتوں کے لئے محض شانون ہی تک ہاتھ
اٹھانا کافی سمجھے جانے میں اُنکے پردہ کی بھی رعایت
ہو جاتی ہے۔ پھر بندہ تکبیر کہکر غلاموں کیطرح اپنے
مالک کے سامنے نہایت ادب سے ہاتھ باندھکر کھڑا
ہو جاتا ہی اسکی نظر ہے کہ زمین کیطرف لگی ہوئی ہے
دونون قدم برابر رکھے ہیں نہ کوئی عضو ہلنے پاتا ہی
نہ ادھر اُدھر جھکتا ہے۔

اُسکے بعد وہ نماز شروع کرنے کی دُعا[۱] پڑھتا ہے۔
جس مین پہلے تو اپنے رب کی پاکی اور تمام عیوب سے
برأت بیان کرتا ہے پھر اُسکی تعریف کرتا ہے اُسکا
نام نہایت تعظیم و تکریم سے لیکر اُسکی سُلطانی عظمت و
جبروت کو ظاہر کرتا ہے اُسکی وحدانیت کا مقر ہوتا ہی
اسکو یوں سمجھیے جیسے کہ بادشاہوں سے کچھ عرض

[۱] اور وہ دُعا یہ ہی سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک
اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک ۱۲ مترجم۔

کرنیکے پہلے چند القاب ذکر کیا کرتے ہین جن سے اُنکی عظمت ظاہر ہو اِسی طرح خدا سے بھی عرض کرنیکے وقت اسکی رعایت کی گئی۔ بس تکبیر گویا درگاہ خداوندی مین حاضر ہونیکے وقت آداب بجالانا ہے اور یہ دُعا گذارش کرنے سے پہلے بمنزلہ القاب ذکر کرنے کے ہے۔ پھر چونکہ انسان پر شیطان مسلط کیا گیا ہے اور اُسے بھی فکر رہتی ہی کہ کسیطرح اسکے دل میں وسوسہ ڈالکر خدا سے عرض و معروض کرنے مین جی نہ لگنے دے اور اسے پریشان کردے اسلئے شیطان کی عداوت سے بچنے کیلئے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑہتا ہے یعنی میں اس مردود شیطان کی شر سے بچنے کیلئے خدا کی پناہ میں آیا جاتا ہون اسطرح اپنے دشمن شیطان سے بچنے کیلئے خدا کی پناہ مانگ کر ذرا اسکے دل کو سہارا ہو جاتا ہی۔ اَب خدا سے عرض و معروض کرنیکا وقت آپہنچتا ہے چنانچہ وہ بسم اللہ پڑہکر سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے اسکے پڑہنے سے جن امور کیطرف اشارہ پایا جاتا ہی اسکا بیان یہ ہے کہ پہلے تو وہ خدا سے توسل حاصل کرنیکے لئے نہایت ہی شریف وسیلہ کو ذکر کرکے برکت حاصل کرتا ہے اور وہ وسیلہ اُسکا نہایت ہی باعظمت اسم مبارک ہے کہ اُسکے سوا کوئی اسکے ساتھ موسوم نہیں اور چونکہ وہ اپنے کو ایسے مقام میں پاتا ہے کہ جسکے اعتبار سے اسکو اُس بات کی نہایت احتیاج ہوتی ہے کہ خدا اپنی رحمت اور احسان کے صدقہ میں اُسکو طرح طرح کی نعمتیں عنایت کرے۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں کہ خدا کی بخششون کی اُمید کیجاتی ہے اسلئے وہ اپنے رب کی

عـ۱ یہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنے کی حکمت ہے ۱۲ مترجم۔

تعریف مین یہ ذکر کرتا ہے کہ وہ رحمٰن و رحیم یعنی بے نہایت و بے پایاں رحمت والا ہے گویا کہ یہ اشارہ ہے کہ اُسکی دعا مقبول ہونے کے لئے سوائے خدا کے کامل اور عام رحمت کے کوئی ذریعہ نہیں۔

پھر ؏ حق سبحانہ تعالیٰ کی عظمت اور اُسکی نعمتوں کی وسعت خصوصاً اسکے پرورش کرنیکے احسان کو کہ جو ابتدا پیدائش سے برابر اسپر ہوتا رہا خیال کرکے اُسکی ذات عالی کی جو تمام اعلیٰ سے اعلیٰ محامد کی شایان ہے تعریف کرتا ہے اور اسکے کامل احسانات کی توصیف میں مشغول ہوتا ہے جن میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ خدا اسکو فنا ہونے سے بچاتا ہے اور ظاہری و باطنی رزق برابر جاری رکھکر اسکی پرورش کرتا ہے۔

پھر ؏ یہ دیکھکر کہ بہتیرے لوگ اسکی اس نعمت کی بے قدری کرتے ہیں اور اُسکا کماحقہ شکر ادا نہیں کرتے اور اس خوف سے کہ کہیں اسکا بھی انہیں لوگون میں شمار نہ ہونے لگے خداوندی رحمت کیطرف متوجہ ہو کر التجا کرنے لگتا ہے اور اپنے رب کو رحمت کے ساتھ موصوف کرکے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تیری وسیع رحمت کے سوا اُن لوگون کا کوئی کارساز نہیں ہوسکتا اور یہ ؏ خیال کرکے کہ بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جب انپر احسان ہوتا ہے تو اور زیادہ اترانے لگتے ہیں اور جبتک کہ اُنکے ساتھ عدل نہ برتا جائے اور اُنکی تادیب نہ کیجائے۔ اُنکی اصلاح نہیں ہوسکتی اسلئے اُسکی صفت جلال کو یوں ظاہر کرتا ہے کہ وہ انصاف و جزا کے دن کا بادشاہ

؏ یہ الحمد للہ رب العالمین کہنے کی حکمت ہے ۱۲ مترجم۔

؏ یہ الرحمٰن الرحیم کی حکمت ہے ۱۲ مترجم

؏ یہ مالک یوم الدین کی حکمت ہے ۱۲ مترجم۔

اور مالک ہے پس جس طرح کہ بندہ کو خدا سے انتہا درجہ
کی اُمید کرنا چاہیئے اسیطرح یہ بھی ضروری کہ اُس سے
ڈرتا بھی زیادہ رہے آپؑ وہ اپنے رب کے حضور میں
اپنی عبادت کو جو کہ اسکی نعمتوں کا تھوڑا بہت شکر ہوا
کرتا ہے پیش کرتے وقت دو ضروری امروں کا لحاظ
کرتا ہے اول تو یہ کہ وہ اپنے کو حق عبادت ادا کرنے
میں قاصر خیال کرتا ہے اسلئے اپنے اُن موحد بھائیوں
کی عبادت کے ساتھ[۱] ملا کر اپنی عبادت کو پیش کرتا ہے
جنمیں سے اکثروں نے نہایت خلوص کے ساتھ اپنی
پوری انسانی طاقت صرف کر کے عبادت میں کوشش
کی ہے تاکہ انھیں کے طفیل سے کیا عجب کہ اس کی
عبادت بھی خدا کی درگاہ میں مقبول ہو جائے دوسرے
وہ یہ دیکھتا ہے کہ مشرکوں نے اس خدا کی عبادت
میں جسکے سوا کوئی عبادت کے شایاں نہیں بہتیرے
شریک بھی ٹھیرائے ہیں اسلئے وہ اپنی عبادت پیش کرتے
وقت اس طور پر بیان کرتا ہے کہ جس سے محض خدا
ہی کے لئے عبادت کا انحصار معلوم ہو۔ پھر جب اس
موقع پر اسکی نظر اپنے حال کیطرف جاتی ہے تو اپنے
کو عبادت اور اس شکر کے ادا کرنے سے نہایت ہی
عاجز پاتا ہے ہاں اُسوقت وہ کچھ کر سکتا ہے جبکہ خدا
اسکی مدد کرے اور اسکے کاموں کو درست کر دے۔
اسکے دل میں اسکی رغبت پیدا کر دے اور سارے موانع
دُور کر دے اور چونکہ یہ بات خدا ہی کی قدرت میں ہے
اسلئے وہ اُس سے اس طور پر مدد کا طلبگار ہوتا ہے
جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ خدا کے سوا کسی اور
کی اعانت اُسے مطلوب نہیں۔

عـ۵ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۱۲ مترجم۔

پھر اس بات کا خیال کرے کہ خدا کو وہی کام پسند
آتے ہیں جو کہ راستی کے ساتھ کئے جائیں اور اس میں
کجروی کو دخل نہ دیا جائے وہ خدا سے راہ راست کی
رہنمائی کی درخواست کرتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے اُسکی
عبادت کو مقبولیت کا اعلےٰ درجہ حاصل ہو جائے اور
وہ کامیاب ہو۔ اب چونکہ لوگ تین قسم کے پائے جاتے
ہیں۔ بعض تو وہ جنھوں نے اعتقاد اور عمل دونوں کی
حیثیت سے راہ راست کو پالیا اور اس طرح سے وہ
فائز المرام ہو گئے اور بعض عمل میں کجروی کو دخل دیکر
خدا کے مورد غضب بن گئے اور بعض نے اپنے
عقیدے درست نہ رکھے اور اس طرح حق سے بھٹک
گئے پس نمازی کو راہ راست کی درخواست کے بعد
یہ رغبت بھی پیدا ہوئی کہ یہ بھی انہیں لوگوں میں سے
پیدا ہو جائے جو اپنے عقیدے اور عمل درست کر کے
خداوندی نعمتوں سے مالامال ہو گئے تاکہ یہ بھی اس
ذریعہ سے انکے انوار وثمرات سے خوشہ چینی کر کے بہرہ یاب
ہو سیمیں یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی کیلئے کوئی نہ کوئی
ضرور رہنما ہونا چاہیئے کہ جو اسکو راہ راست سے آگاہ
کرے۔ اور نافرمانوں اور گمراہوں سے علیحدگی اختیار
کرنیکی ترغیب دے پس گویا نمازی یوں کہتا ہے کہ اے
رب میں اپنے موحد بھائیوں سمیت تجھ سے اسی فرقہ
کی راہ راست کا طالب ہوں جسپر تو نے عقیدے اور
عمل دونوں کے درست ہونیکی وجہ سے اپنی نعمتیں
نازل کیں تاکہ ہم لوگ بھی انھیں کے زمرہ میں داخل

عـه یہ اہدنا الصراط المستقیم کہنے کی حکمت ہے ۱۲ مترجم
عـه یہ صراط الذین انعمت علیہم سے مراد ہیں ۱۲ مترجم۔
سـه یہ غیر المغضوب علیہم سے مراد ہیں ۱۲ مترجم۔
للعـه یہ ولا الضالین سے مراد ہیں ۱۲ مترجم۔

ہوکر اُنکی نیک صحبت کی برکت سے کامیاب ہوجائیں۔
اور اُن لوگوں کے طریقہ سے بچے رہیں جن پر اسوجہ سے
کہ اُنھون نے بُرے عمل کیئے تو غضبناک ہوا یا جو غلط
عقیدون کی وجہ سے راہ راست سے بھٹک گئے
اے ہمارے رب ان لوگون سے ہمیں بچائے ہی رکھنا
کہیں ہم بھی اسی آفت مین نہ مبتلا ہوجائیں اور پھر
اُنھیں کی طرح ہم کو بھی نقصان اُٹھانا پڑے۔ اَب وہ
مقبولیت کی درخواست پر اپنی اس دُعا کو ختم کرتا ہے
چنانچہ اسی لئے وہ اس موقع پر لفظ آمین کہتا ہے
یعنی اے رب اب ہماری دُعا کو قبول کرلے کیونکہ تو نے
تو اپنے رسُول کی زبانی ہم سے وعدہ کرکے ہمیں امیدوار
بنا رکھا ہے اور تیری تو عادت ہی ہے کہ دُعا کرنیوالے
کی بہت جلد سُن لیا کرتا ہی پھر چونکہ قاعدہ ہے کہ
جب طبیب سے کوئی شخص علاج کراتا ہے تو اسکے
لئے وہ جو دوا تجویز کردیتا ہے اُسکو استعمال کرتا ہے
اور اُسکے حکم کی تعمیل اپنے ذمہ ضروری سمجھا کرتا ہے
اسیطرح پر یہاں بھی سمجھتے ہے کہ بندہ کو خدا سے راہ راست
کی رہنمائی کا طالب ہونا گویا کہ اپنے بیجا اعمال اور
بُرے عقیدون کے امراض کیلئے دوائے شافی
مانگنا ہے پس گویا خدا کی جانب سے اُسکے جواب میں
یہ ارشاد ہوتا ہے کہ تمہارا علاج یہی ہے کہ تم میرے
کلام کی تلاوت کرو اور اسمیں سے جو کچھ پڑھ سکو پڑھو
اس سے تم کو شفا حاصل ہوگی۔ کیونکہ یہی کلام ایسی
شافی دوا ہے کہ جس سے فسق۔ شرک۔ ریا۔ تکبر۔ حسد
کینہ وغیرہ سارے مرضون کو صحت حاصل ہوتی ہے
اسلئے کہ اسمیں کافی طور پر دلائل بیان ہوئے ہیں۔
پوری پوری نصیحتیں کی گئی ہیں پس اگر تم اسے پڑھوگے

تو تمہیں تمہاری بیماری سے شفا حاصل ہو جائیگی اور تمہارا
مرض زائل ہو جائے گا۔ اسلئے نمازی بعد سورہ فاتحہ
کے جو بمنزلہ مرض بیان کرنیکے تھی اپنے طبیب کی
بتلائی ہوئی دوا کے طور پر قرآن میں سے تھوڑا بہت
اسکے سوا کچھ اور بھی پڑھ لیا کرتا ہے۔ اب اس دوا
کو استعمال کر کے یعنی کلام اللہ سے کچھ پڑھکر وہ اپنی
کمزوری اور عاجزی پر نظر ڈالتا ہے اور اس دوا
کی واقفیت و شفا حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو
اپنے مولیٰ کا محتاج پاتا ہے اور یہ بھی دیکھتا ہے کہ
یہ بات سوائے خدا کے اور کسی کے قبضہ قدرت میں
نہیں پس اسوقت اپنی ہیئت سے بھی اپنا عجز ظاہر
کرنیکے لئے اپنے مولیٰ کی بڑائی بیان کرتا ہوا اُسکے
سامنے جُھک جاتا ہے۔ اور اسیکو رکوع کہتے ہین
پھر وہ اسی حالت مین اپنے باعظمت مولیٰ کی کہ جو سب سے
بے نیاز ہے اور جسکے کہ سب محتاج ہیں۔ پاکی
بیان کرتا ہے اور بعد اسکے کہ اس نے اپنی ہیئت
سے بھی اپنی عاجزی ظاہر کر دی اسکی طرف اپنے محتاج
ہونے کا اقرار بھی کر لیا اُسکی عظمت و جلال کی تعظیم بھی
کر چکا وہ اپنے اس مالک کا شکر ادا کرنیکے لئے سیدھا
کھڑا ہو جاتا ہے جس نے کہ دوائے شافی عنایت
کر کے اُسپر بڑا احسان کیا ہے اور اپنے جی کو اسطرح
سمجھاتا ہے کہ اگرچہ وہ نہایت ہی کمزور اور بڑا ہی
ذلیل ہی اور اسکا مالک بہت ہی بڑی عظمت و جلال
والا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی وہ لوگونکی سنتا بھی ہے
اور انکی دُعائیں قبول کرتا ہے اور جو اسکی تعریف
کرتا ہے وہ اسے بھی سن لیتا ہے پس اسی وجہ سے
اپنے جی کو اطمینان دلانیکے لئے وہ سمع اللہ لمن حمدہ

کہا کرتا ہے یعنی جو خدا کی تعریف کرتا تو خدا اسکی سُن لیتا
ہے اور پھر وہ اپنی تعریف و حمد اللهم ربنا لك الحمد
کہکر پیش کر دیتا ہے۔

اسکے بعد جب یہ خیال کرتا ہے کہ خدا کی نعمتیں
تو بے پایاں اور غیر محصور ہیں اور اگر وہ ابد تک بھی
اطاعت اور عاجزی کرتا ہے جب بھی سو حصون
مین سے ایک حصہ بھی شکر کا ادا نہین ہوسکتا پس
اس موقع پر گویا زبان حال سے وہ یہ کہنے لگتا ہے
کہ اے میرے رب مین تو تیری نعمتون کے شکر ادا
کرنے سے بہت ہی قاصر ہوں اور تو تمام چیزوں سے
بے نیاز ہے پھر میں کونسا کام کرون کہ تیرے بڑے
بڑے احسانون کا بدلہ ہو سکے تیری شان جو نہایت
ہی عالی ہے مین ہزار کوشش کرون لیکن بھلا مجھ
بیچارے سے کیا ہو سکتا ہے سب سے بڑھکر تیرے مقابلہ
مین جو کچھ کر سکتا ہون وہ یہی ہے کہ میں اپنے اعضا
میں سے جو نہایت ہی شریف اور باعزت ہے اور
وہ میرا چہرہ ہے۔ تیری عظمت و جلال کی تعظیم کرنیکے
لئے زمین پر تیرے سامنے رکھدون اگرچہ مین جانتا
ہوں کہ تیری کبریائی و عظمت مین اس سے کچھ زیادتی
نہ ہوجائیگی کیونکہ تو سب بڑوں سے بڑا ہے پس وہ
اپنے مولی کی تعظیم کرنیکے لئے "الله اکبر" کہتا ہوا سجدہ
مین گر پڑتا ہے اور اپنی پیشانی اسکے سامنے زمین
پر رکھدیتا ہے اور سجدہ میں اپنے کو نہایت ہی پستی
کی حالت میں پاتا ہے اور چونکہ اس نے یہ حالت
اپنے ایسے مولی کی تعظیم کی غرض سے اختیار کی ہے جو
سب بڑون سے بڑا ہے اسلئے وہ سبحان ربی الاعلی
کہنے لگتا ہے یعنی میرا رب جو جملہ چیزون سے عالی ہے۔

تمام عیبوں سے پاک ہے اور پھر یہ خیال کرکے کہ اگر
وہ تمام عمر بھی خدا کے سامنے عاجزی کرتا ہے جب
بھی اسکی تعظیم کا پورا پورا حق ادا کرکے سُبکدوش نہیں
ہوسکتا اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر سجدہ سے اُٹھا لیتا ہی
گویا وہ اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ اُسکی عظمت
وکبریائی کے سامنے تمام لوگون کی تعظیم وتکریم ہیچ ہے
اُسکا کماحقہ کوئی حق ادا ہی نہیں کرسکتا۔ پھر سجدہ
سے سر اُٹھانے کے بعد وہ دیکھتا ہے کہ سجدہ کی
حالت تو میری نہایت ہی شرف وبزرگی کی حالت
تھی اور ابھی تو اس مقصد عالی سے میرا مدعا حاصل
ہی نہیں ہوا ہے اور یہ بھی یاد کرتا ہے کہ شیطان نے
تو اپنی بدبختی کی وجہ سے ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا
خدا کا شکر ہے کہ مجھے سجود کرنا تو نصیب ہوا یہ سمجھکر
شیطان کے خلاف پھر اس بارگاہ عالی میں اپنے
مولیٰ کی عظمت ظاہر کرنیکے لئے سر کو سجدہ میں
رکھدیتا ہے اب بعد اسکے سجدہ سے سر اٹھا کر نماز
کے بقیہ اعمال وافعال کے پورا کرنے میں مصروف
ہوجاتا ہے اور اُسی طرز سابق سے جسمیں کہ طرح طرح
کی حکمتیں اور راز پائے جاتے ہیں اپنی نماز کی تکمیل
کے درپے ہوتا ہے اگر اُن سب کا بیان کیا جائے
تو کلام نہایت ہی طویل ہوجائے پھر وہ اپنے ضروری
کاروبار کے انتظام اور دوسری عبادتون کی بجا آوری
کیلئے اس بارگاہ عالی سے باہر آنے پر آمادہ ہوکر
غلاموں کی طرح باادب دوزانو بیٹھ جاتا ہی اور اپنے
مولیٰ کے حضور میں جو کہ زمین وآسمان کا مالک
ہے "التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات" کہکر تحیت
وسلام عرض کرنے لگتا ہے ٹھیک اسیطرح سے

جیسے کہ شاہی دربار سے باہر آتے وقت آداب بجالایا کرتے ہین اب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو یاد کرتا ہے جن کے ذریعہ سے اسکو اس بارگاہ عالی مین باریاب ہونا نصیب ہوا ہی۔ پس وہ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپکے لئے برکت و رحمت کی دعا کرتا ہے اسی لئے اس موقع پر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہے پھر اسے یہ رغبت پیدا ہوتی ہے کہ جہان خدا نے اسے اس عبادت کے فوائد سے بہرہ یاب کیا ہے وہ اسکو اور اسکے موحد بھائیوں کو امن و امان بھی رکھے پس وہ "السلام علینا" کہکر اس رغبت کو خدا کے حضور مین ظاہر کرتا ہے۔ پھر اسے اپنے اُن بھائیون کی یاد آتی ہے جنکی عبادت کے ساتھ ملا کر اُسنے اپنی عبادت خدا کی درگاہ مین بامید قبول پیش کی تھی اور اس وجہ سے اُن کا حق اسکے اُوپر کسیقدر خصوصیت کے ساتھ ثابت ہو گیا تھا۔ چنانچہ خدا نے جو کچھ نعمتیں انھیں دی تھیں اسکے لئے بھی حفاظت کی دعا کرتا ہے۔ اور "وعلی عباد اللہ الصالحین" کو اور بڑھا دیتا ہے۔ پھر گویا کہ یہ بات اسکے پیش نظر ہو جاتی ہے کہ منعم حقیقی خدا تعالےٰ ہے اور اس بھلائی تک جسکے ذریعہ سے رسائی ہوئی ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہی پس صدق دل سے اللہ تعالےٰ کی معبودیت کے اعتبار سے یکتا ہونے کی شہادت دیتا ہی اور اپنی کلمہ کی انگلی اُٹھا کر بھی یکتائی کیطرف اشارہ کرتا ہے تاکہ اعتقاد قول اور فعل جملہ اعتبار سے موحد بنجائے اور اسمیں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ معبودیت کے لحاظ سے وہی یکتا خیال کیا جاسکتا ہے

جو احسان و انعام کرنیکے اعتبار سے بھی فرد ہوا سکے بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے خدا کی عبودیت کی جو کہ نہایت ہی کامل مرتبہ ہے اور رسالت کی جو نہایت ہی شریف منصب ہے شہادت ادا کرتا ہے۔ اور "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ" کہتا ہے اب اسکا اس بات کی دُعا کی جانب میلان ہو جاتا ہے کہ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے کنبے والوں پر خلق کی رہنمائی کے بدلہ میں رحمت و برکت نازل فرمائے جس طرح کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام اور اُنکے گھر والوں پر پہلے لوگوں کی رہنمائی کے عوض میں رحمت و برکت نازل کی تھی اور یہ خیال کر کے کہ اُسکو خواہ دنیوی خواہ اخروی ساری ضرورتوں مین خدا ہی کی طرف احتیاج ہے اسلئے اپنی حاجتوں کیلئے بھی درخواست کرتا ہے اب چونکہ اس بات کا وقت آپہنچا ہے کہ اس بارگاہ عالی سے باہر آکر دوسری عبادتوں کے ادا کرنے میں مشغول ہو اور اپنی معاش وغیرہ کی تحصیل کی فکر کرے جیسا کہ خدا نے اُسکے ذمہ ضروری کر دیا ہے۔ کیونکہ اس نے اس عالم کا یہی قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ تمام چیزوں کے کچھ نہ کچھ سبب ہوا کرتے ہیں اور وہ اشیاء بذریعہ اپنے سبب ہی کے حاصل ہوا کرتی ہیں اس لئے اس درگاہ سے وہ اس طرح علیحدہ ہوتا ہے کہ اپنے دل کو اسی طرف رہنے دیتا ہے اور فقط چہرہ اِدہر اُدہر پھیر لیتا ہے گویا کہ اپنی زبان حال سے اس مضمون کو ادا کرتا ہے کہ اگر مجکو ضرورت نہ درپیش ہوتی تو اس بارگاہ عالی سے کبھی جدا نہ ہوتا اور اسکی جدائی کا صدمہ نہ اُٹھاتا جہاں کہ طرح طرح کی عبادتوں نے

بہرہ یاب ہوا ہون اور وہ عبادتیں خدا کی یاد کرنا۔ اس سے دُعا مانگنا۔ اسکی تعظیم کرنا۔ اُسکے سامنے رکوع و سجدہ کرنا۔ عاجزی اور فروتنی سے پیش آنا ہیں۔ اب وہ اپنے مسلمان بھائیوں اور فرشتوں کی طرف جنکی جانب اتنی دیر تک ملتفت نہ رہا تھا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر متوجہ ہوجاتا ہے اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوتا ہی

نماز کے فوائد اور جو لوگ اس سے جی چراتے ہیں اور اسکے فوائد سے محروم رہتے ہیں ان کی تہدید اور ان کے واہی تباہی عذروں کا معقول جواب

چونکہ نماز میں کثرت سے فائدے پائے جاتے ہیں اسلیئے نماز کا ترک کرنا شریعت میں بہت بڑا گناہ شمار کیا گیا ہے اسکے ترک کرنیوالے کی بہت سختی سے مخالفت کیگئی ہے اور وہ دنیا و آخرت دونوں مین نہایت سخت سزا کا مستحق ٹھیرایا گیا ہے یہانتک کہ نماز کا ترک کرنا بھی کفر کی علامتوں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ جیسے کہ برابر نماز پڑہنا ایمان کی علامت قرار دی گئی ہے۔ اس موقع سے ان لوگوں کی نادانی بخوبی واضح ہوجاتی ہے جو نماز کے بارہ میں بے پروائی کرتے ہین چونکہ کاہلی نے انھیں گھیر رکھا ہے۔ یا شیطان کا انکے دلوں پر پورا تسلط ہوگیا ہے جسکی وجہ سے اُنھیں نماز کی واقعی خوبی نظر نہیں آتی اصل مغز کو چھوڑ کر پوست کو لے بیٹھے ہیں اور اپنی نادانی کی وجہ سے اسکے ترک کرنے کی واہی تباہی وجہیں نکالا کرتے ہیں اور نامعقول عذر کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ صاحب ہمارا رب ہماری کاہلی کی کیا پروا کرتا ہے اسے ہماری نماز کی ضرورت ہی کیا پڑی ہے ان کم فہموں سے کوئی یہ تو کہے کہ ہان بیشک تمہارا رب تمام چیزون سے بے نیاز ہے تو کیا اے نادانو تم بھی تمام چیزون سے۔ بے نیاز ہوگئے یا تمہیں ان فائدون کی جو نماز سے حاصل ہوتے ہین کیا ذرا بھی حاجت باقی نہیں رہی تمہیں خبر بھی ہے کہ خدانے اپنے فائدے کیلیئے نماز ہرگز مقرر نہیں کی اسکا تو مقصود یہ ہے کہ تم نماز کے بیشمار فائدون سے بہرہ یاب ہو اچھا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمہیں تہذیب حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہی یا اپنے رب کی یاد سے بالکل مستغنی ہوگئے یا یہ وجہ ہو کہ تم کو اسکے سامنے از سر نو توبہ کرنے اور اسکی اطاعت کی عادت ڈالنے کی حاجت باقی نہ رہی ہو۔ اچھا اور کچھ نہ سہی تو کیا تمہیں اُن فوائد کی بھی پروا نہیں رہی جو بجماعت نماز باہم اپنے بھائیون سے مخالطت کرنے کی وجہ سے تمہیں حاصل ہوتے ہین باہم محبت بڑہتی ہے آپسمیں ہمدردی قائم ہوتی ہے اسکے علاوہ بھی بہتیرے فائدے حاصل ہوتے ہیں مین تو کسیطرح خیال نہیں کرسکتا کہ تم سب ان باتون سے بے نیاز ہونیکے قائل ہوجاؤ گے یا اگر تم ہٹ دھرمی ہی پر کمر باندھ لو یا اپنی نادانی سے اسکے بھی قائل ہوجاؤ تو بات ہی دوسری ہے اُسوقت میں تم کو اس قابل ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ کہ تمہاری کسی بات کا جواب دیا جائے یا تمہارا انسانیت کے زمرہ میں شمار ہوسکے ایسے وقت تو تمہاری حالت بالکل اُن بیمارون کی سی ہے جنکو کہ کوئی خیرخواہ طبیب کوئی نافع دوا بتاکر اُسکے استعمال کا حکم کرتا ہو۔ اور وہ طبیب سے یہ کہکر اسکے استعمال سے پرہیز کرتے ہون کہ صاحب ہمارے دوا کے استعمال کرنے سے آپکو کیا فائدہ ہوگا۔ آپکو تو اسکی کچھ بھی حاجت نہیں ہے۔ گو یہ بات سچ ہے کہ طبیب کو اُسکی کوئی حاجت نہیں لیکن کیا کوئی عاقل تجویز کرسکتا ہے کہ اُن بیمارون کو بھی ضرورت نہیں ہے یہ بھی اس سے بے نیاز ہوگئے

ہیں ہرگز نہیں بس صاف یہی سمجھا جاویگا کہ بیماری کی وجہ سے انکی عقل جاتی رہی ہے اور ہذیان بک رہے ہیں۔
نماز ترک کرکے اُسکے فائدوں سے محروم رہنے والوں سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے اگر اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتے ہو کہ تمہارے نزدیک وہ انکار کے قابل ہے اور تمہاری فاسد عقلوں میں وہ قبیح معلوم ہوتی ہے تو سمجھہ رکھو کہ ایسے شخص کی نسبت شریعت محمدیہ کا یہ حکم ہے کہ وہ کافر ہوکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تب تو نماز کے بارے مین تم سے گفتگو ہی مناسب نہیں کیونکہ کفر سے بڑہکر اور کونسا گناہ ہوگا بلکہ اسوقت تو تمہارے ساتھ یہی خیرخواہی ہے کہ تمہیں از سر نو مسلمان بنایا جاے اور تمہیں اس کفر سے توبہ کرائی جائے اور اگر کاہلی کی وجہ سے تم نے نماز کو چھوڑ رکہا ہے تو بڑی ہی شرم کی بات ہے ایسی بھی کاہلی کس کام کی اگر تمہیں عقل کا کچھ بھی حصہ ملا ہو تو بھلا سوچو تو سہی کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں آہیں اپنی ساری خواہشیں پوری کرتے ہو طرح طرح کی لذتیں حاصل کیا کرتے ہو تمام دنیاوی کاروبار میں لگے رہتے ہو تو کیا صرف نماز ہی ایسی مشکل ہے کہ وہ تم سے ادا نہیں کیجاتی حالانکہ اسمیں کچھہ بہت زمانہ بھی نہیں لگتا ساری نمازوں کے ادا کرنے میں ایک گھنٹہ نہیں تو دو گھنٹہ صرف ہو جائینگے اور بس تو کیا یہی عقلمندی اور یہی انصاف کی بات ہے کہ بائیس گھنٹہ تک دنیاوی مقاصد اور لذتون کے حاصل کر لینے پر بھی صرف ایک یا دو گھنٹے صرف کرکے دائمی فوائد کے حاصل کرنے سے محروم رہو اور اپنی کاہلی کے مارے اتنی دیر بھی عبادت نہ کر سکو جو دن رات کے دسویں حصہ سے بھی کچھ کم ہے۔

بھلا بتلاؤ تم اپنے ساتھہ یہی خیرخواہی کرتے ہو۔ یہی تمہاری اُن عقلوں کا نتیجہ ہے جنکی نسبت تم دعوے سے کہا کرتے ہو کہ وہ بالکل ٹھیک سمجھتے ہیں اور انھیں کی مدد سے راہ راست کے دریافت کر لینے کا تمہیں بڑا زعم ہے جبکہ تم اپنے ہی ساتھہ خیانت اور دشمنی کرنے میں بند نہیں ہو تو تم سے بھلائی کی کون اُمید کر سکتا ہے اور اگر کہیں تم حاکم بنجاؤ تو تمہارے انصاف کی کس کو توقع ہو سکتی ہی اور اگر تم ہمارے درمیان تاجرانہ کاروبار کرو تو تمہاری امانت داری کا اس حماقت پر کسے اطمینان ہو سکتا ہی اور جسوقت کہ تم نے اسلامی دین کے بڑے عظیم رکن کو گرا دیا تو مسلمان اپنے بھائیوں میں تمہارا کیونکر شمار کر سکتے ہیں نماز کے ترک کرنے کا خدا کے سامنے تم کیا عذر کر سکتے ہو حالانکہ خدا نے اسکی بڑی تاکید کی ہے اور قرآن میں بار بار اسکے ادا کرنے کا حکم دیا ہے تمہیں اپنے پیغمبر سے بھی شرم نہیں آتی جنکا یہ قول تھا کہ نماز میں میری آنکھون کو ٹھنڈک حاصل ہوا کرتی ہے۔ خدا کی قسم ان لوگون سے بڑا ہی تعجب معلوم ہوتا ہے جو اسلام کا تو بڑے زور شور سے دعوی کرتے ہیں اور نماز پڑہنے میں انکی جان نکلتی ہے اور طرہ یہ کہ کچھ ایسے ناسمجھہ بھی نہیں دنیاوی کاروبار میں تو معلوم ہوتا ہی کہ انکے برابر کوئی عقلمند ہی نہیں بڑے صائب الرائے نظر آتے ہین لیکن جہان نماز کا ذکر آیا اور بچون کی سی باتیں کرنے لگے اُسوقت اُنکی

ساری عقلمندی جاتی رہتی ہے نماز کے فائدے انکو نظر ہی نہیں آتے آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہین میری سمجھہ مین تو اسکی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں آتی کہ انکو خاص کر نماز ہی کے بارے میں خاص قسم کا جنون ہو گیا ہے اور ہمین تعجب ہی کیا ہے جنون کی بہتیری قسمین ہیں ایک قسم یہ بھی سہی۔

ان لوگون کی حالت سے مجھے نہایت ہی شرم آتی ہے جو کہنے کو بڑے عقیل و فطین سمجھے جاتے ہیں اور جب انکے ساتھ کے بیٹھنے والے نماز پڑہنے کھڑے ہوتے ہین تو وہ لوگ نماز سے ایسے گھبراتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہو اس عقلمندی پر ایسی فروماگی کی باتیں۔ شرم۔ شرم۔

ایسے ناوان کی سمجھ مین کیا اتنا بھی نہیں آتا کہ اگر کوئی مسلمان اسکو اس حالت میں دیکھے گا تو کیا کہے گا اگر اس نے کافر نہ سمجھا تو فاسق تو ضرور ہی خیال کریگا اسکی نظرون میں اسکی کیا وقعت رہیگی یہی خیال کریگا کہ یہ شخص بڑا ضعیف الاعتقاد ہے اسکا دین نہایت ہی کمزور ہے ہرگز اس قابل نہیں کہ اسکی شہادت قبول کیجائے یا اسکو عادل سمجھا جائے بالکل ادنے درجہ کا مسلمان ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اپنی اس قابل شرم حالت کی اسے اطلاع نہیں اُسے سب کچھ معلوم ہے بات یہ ہے کہ کمبختی نے گھیر رکھا ہے شیطان نے اپنا کھلونا بنا لیا ہے جیسی چاہتا ہے ویسی پٹی پڑہاتا ہے اس بے نیازی شخص کو سمجھہ لینا چاہیئے کہ اسکے مسلمان بھائی اگر کسی وجہ سے اسکی ناشائستہ حالت کا زبان سے اظہار نہیں کرتے تو کیا ہوا دل میں اسکو وہ نہایت ہی برا خیال کرتے ہیں اگر انکو موقع ملے تو نہایت ہی برے الفاظ سے اُسکا ذکر کریں اور کچھ نہیں تو اتنا ضرور کہیں کہ بے نماز کمزور دین والا ہے یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے ایسے شخص کی حالت پر تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ڈپڑہنا چاہیئے۔ (از حمیدیہ) فقط۔

کتبہ اشرف علی

اوائل ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ

"اَلھَادِیُ"

دینیات کا ماہواری رسالہ جسمین شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامتہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۰ھ سے جاری ہوا ہے۔ جسکی سالانہ قیمت دو روپے آٹھ ہے اور بصورت وی۔ پی دو روپے بارہ آنے کا پڑتا ہے۔ **نمونہ** طلب کرنے پر مفت روانہ کیا جاتا ہے۔ مگر محصول کیواسطے۔ بطور روانہ فرمائیں۔

ملنے کا پتہ:۔ **محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی**